ختم نبوت اور
فضیلت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم
کے موضوع پر
نہایت جامع و
محققانہ کتاب

تحذیر النّاس

از حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی

مقدمہ [illegible]

دار الاشاعت
اردو بازار، کراچی۔ فون ۲۶۳۱۸۶۱

اعتراض :۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ پر الزام لگایا جاتا ہے (جیسا صفحہ ۶۴ پر ''احمد رضا خان صاحب بریلوی کی علمی دیانت کا ایک نمونہ'' کے عنوان سے عائد کیا گیا ہے) کہ انھوں نے تحذیر لناس کے تین بے ترتیب فقروں کو مسلسل کلام میں ایک فقرہ بنا کر کفری مضمون پیدا کرلیا۔

جواب :۔ اہل علم مصنفین کی عادت ہے کہ بعض اوقات مضمون کی وضاحت کے لئے تقدم وتاخر کے ساتھ مسلسل جملے نقل کردیتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری کے متعدد روایات پر ایسا ہی کیا ہے۔مثال کے طور پر ایمان کی کمی ثابت کرنے کے لئے انہوں نے نا تمام آیاتِ قرآنیہ کو متفرق مقامات سے خلاف ترتیب مسلسل نقل فرمایا ہے۔دیکھئے بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۷ مطبوعہ دارلفکر بیروت ، کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ نبی الاسلام علیٰ خمس میں فرماتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم وزدناھم ھدی ویزید اللہ الذین اھتدوا ھدی۔

غور کیجئے یہ تمام آیات مسلسل بغیر کسی علامتِ فصل کے نقل کی گئی ہیں جس سے بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ یہ ایک ہی آیت قرآنی ہے اور حقیقت میں یہ ایک آیت نہیں بلکہ تین آیات کے حصے ہیں اور وہ بھی متفرق مقامات سے۔

چنانچہ پہلی آیت کا ٹکڑا لیزدادوا ایماناً مع ایمانھم قرآن کریم کے چھبیسویں (۲۶) پارے میں سورہ فتح کی چوتھی آیت کا حصہ ہے۔

دوسرے آیت کاٹکڑا۔ وزدناھم ھدیٰ ۔ جو پندرھویں (۱۵) پارے کی سورہ کہف کی آیت نمبر ۱۴ سے لیا گیا ہے۔

اوراس کے بعد نمبر ۳۔ ویذید اللہ الدین اھتد دواھد ی۔ تیسری آیت کا حصہ ہے جو سولھویں (۱۶) پارے میں سورہ مریم کی آیت نمبر ۷۶ سے لیا گیا ہے ۔اگر یہ خیانت ہے تو امام بخاری (علیہ الرحمۃ) پر بھی خیانت کا الزام لگائیے (العیاذ باللہ) (ماخوذ مقالات کاظمی)

انکشاف

ایک طرف تو آجکل علماءِ دیوبند عبارات تحذیر الناس کی لایعنی و بے معنی تاویلات کر کے اس کو عین السلام وعین ایمان قرار دینے کی جدوجہد کر رہے ہیں دوسرے طرف دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے یہ انکشاف کیا ہے کہ تحذیر الناس کے کفر سے مولانا نانوتوی کلمہ پڑھ کر دوبارہ مسلمان ہو گئے تھے۔ تھانوی صاحب ہی کی زبانی سنیئے ۔ لکھتے ہیں۔

"تحذیر الناس کی وجہ سے جب مولانا (نانوتوی) پر فتوے لگے تو جواب نہیں دیا بلکہ یہ فرمایا کہ کافر سے مسلمان ہونے کا طریقہ بڑوں سے سنا ہے کہ کلمہ پڑھنے سے کوئی مسلمان ہوجاتا ہے تو میں کلمہ پڑھتا ہوں"

(الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۹۳ زیر ملفوظ نمبر ۴۵۷)

نئے ایڈیشن میں اس طرح لکھا ہے۔

''تحذیر الناس پر جب مولانا (نانوتوی) پر فتوے لگے تو جواب نہیں دیا یہ فرمایا کہ کافر سے مسلمان ہونے کا طریقہ بڑوں سے سنا ہے کہ کلمہ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے تو میں کلمہ پڑھتا ہوں''

(ملفوظات حکیم الامت (الافاضات الیومیہ) جلد۴ صفحہ نمبر ۲۹۵ زیر ملفوظ نمبر ۴۵۶)

اب جو لوگ اس عبارات کی تاویل میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں وہ گویا کفر کی حمایت و تاویل کر رہے ہیں

تھانوی صاحب ایک جگہ اور لکھتے ہیں۔

''جس وقت مولانا (نانوتوی) نے تحذیر لناس لکھی کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی''۔ (الافاضات الیومیہ)

اپنے ھی قلم سے خون

مولوی منظور نعمانی لکھتے ہیں۔

''کہ یہ عقیدہ کہ نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آسکتا ہے۔۔۔ اُن آیات قرآنی اور احادیث متواترہ کی تکذیب ہے جن میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبین اور آخری نبی ہونا بیان فرمایا گیا ہے۔۔۔ (اور بالکل ضروری نہیں کہ یہ تکذیب دانستہ شعوری اور بالارادہ ہو

(ایرانی انقلاب، صفحہ نمبر ۸۰۔۸۱)

صفحہ نمبر	عنوان
۴	مختصر درود شریف
۴	سوعوام کے خیال میں خاتم ------
۵، ۶	موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ---
۶	علوم اولین وآخرین ----- مجتمع ہیں حضور علیہ السلام میں
۷	اہل فہم جانتے ہیں کہ نبوت کمالات ------
۷	انبیاء اپنی امت میں اگر ممتاز ------ امتی عمل میں بڑھ -----
۱۱	اگر بطور اطلاق عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی ---------
۱۴	(حاضر وناظر) حضور علیہ السلام مومنوں کی جانوں سے زیادہ قریب ----
۱۷	فرض کیجئے آپ کے زمانہ ----- کوئی نبی ہو ------
۱۸	بالفرض آپکے زمانہ میں کہیں اور کوئی نبی -----معاذ اللہ
۳۴	بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو ------
۳۴	بڑوں کی تاویل کو نہ مانیے تو -------- بڑوں کی بات از راہ بے ادبی نہیں مانا کرے --
۳۵	اگر طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم ہوالشاں ہوگیا۔
۲۱	ہر زمین میں انبیاء کا خاتم --- آپ کے ساتھ وہ نسبت
۴۴	کوئی قول منسوب ہو اور عقل کے مخالف نہ ہو --- سند اتنا قوی نہ ہو
۴۵	حضرت جنید کا مرید۔ سوالاکھ کلمہ بخشنا -- مکاشفہ سے صحت حدیث معلوم ہوئی
۴۷	جیسے مفسران متاخرنے مفسران متقدم کا خلاف کیا ہے میں نے بھی ایک نئی بات کہہ دی تو کیا ہوا۔
۴/۵۱	حدیث ابن عباس (اثر) صحیح ہے

[illegible] جس وقت مولانا نے تحذیر الناس لکھی کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی۔ الا مولانا عبد الحی

اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ مؤلفہ جناب مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ نانوتوی مزیل التباس اور موضح اثر ابن عباس مسمّٰی بہ

تحذیر الناس

از حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی

ختم نبوت اور فضیلت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر نہایت جامع و محققانہ کتاب

مع تکملہ

از حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی

ناشر

دار الاشاعت [illegible] کراچی

فون ۲۱۳۷۶۸

10.09.06

إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ مؤلفہ جناب مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ نانوتوی مزیل الالتباس اور موضع اثر ابن عباس مسمّٰی بہ

تحذیر الناس

از حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

ختم نبوت اور فضیلت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
کے موضوع پر نہایت جامع و محققانہ کتاب

مع تکملہ

از حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ

ناشر

دارالاشاعت اردو بازار، کراچی ۱

فون ۲۱۳۴۶۸

باہتمام محمد رضی عثمانی
ناشر دارالاشاعت کراچی
طباعت مشہور پریس کراچی
قیمت :

ملنے کے پتے
دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱
مکتبہ دارالعلوم ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۴
ادارۃ المعارف ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۴
ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی - لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارۂ قول ابن عباسؓ جو در منثور وغیرہ میں ہے۔ ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و نوحا کنوحکم و ابراھیم کابراھیمکم و عیسیٰ کعیسٰکم و نبی کنبیکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے۔ اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں۔ اور ہر طبقے میں مخلوق خدا ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے۔ مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلعم کے ثابت نہیں۔ اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے۔ کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلعم کے ہوں اس لیے کہ اولاد آدم جس کا ذکر ولقد کرمنا بنی آدم میں ہے۔ اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقہ کے آدم کی اولاد ہے۔ بالاجماع اور ہمارے حضرت صلعم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے۔ پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں۔ آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا۔ میرا اصرار اس تحریر پر نہیں پس علماء شرع سے استفتاء یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو محتمل ہیں یا نہیں۔ اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت و جماعت سے ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خاتم النبیین و سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنے خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء

(زیر و زبر صہ ۱۲۲)
(تجرب سے قادیان صہ ۱۲۸)
(تعارف علمائے دیوبند صہ ۹۶)
(گلشن ارشد القادری صہ ۱۲۱)
(رضا خانی ترجمہ ۲۸۲ / ۲۶۰ صہ ۴۹)

سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْن فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اسمیں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں[2] اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لیے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوی کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ اور جملہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ میں کیا تناسب تھا۔ جو ایک دوسرے پر عطف کیا اور ایک مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے اور بیسیوں موقعے تھے۔ بلکہ بنا خاتمیت اور بات پر ہے۔ جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے۔ اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجیے زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف

[2] اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے نہیں۔

ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی باایں‌ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جس کا ہو
وہی موصوف بالذات ہوگا۔ اور اس کا نور ذاتی ہوگا کسی اور سے مکتسب اور
کسی اور کا فیض نہ ہوگا۔ الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ
ختم ہو جاتا ہے، چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو
یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنے بالعرض ہیں اور
یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود کبھی معدوم کبھی صاحب کمال کبھی بے کمال رہتے ہیں
اگر یہ امور مذکورہ ممکنات کے حق میں ذاتی ہوتی تو یہ انفصال و اتصال نہ ہوا کرتا
علے الدوام وجود اور کمالات وجود ذات ممکنات کو لازم ملازم رہتے۔ سو اسی طور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے، یعنی آپ موصوف بوصف
نبوت بالذات ہیں، اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی
نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم
ہو جاتا ہے۔ غرض آپ جیسے نبی الامۃ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں۔ اور یہی وجہ ہوئی
کہ بشہادت۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول
مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ اور انبیاء کرام علیہ وعلیہم السلام سے آپ پر
ایمان لانے اور آپ کے اتباع اور اقتداء کا عہد کیا گیا، ادھر آپ نے یہ ارشاد
فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے علاوہ بریں بعد
نزول حضرت عیسے کا آپ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے ادھر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ علمت علم الاولین والاخرین بشرط فہم اسی جانب
مشیر ہے شرح اس معمہ کی یہ ہے کہ اس ارشاد سے ہر خاص و عام کو یہ بات واضح
ہے کہ علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور، لیکن وہ سب علوم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں سو جیسے علم سمع اور ہے اور علم بصر اور پر یہ بایں
ہمہ قوت عاقلہ اور نفس ناطقہ میں یہ سب علوم مجتمع ہیں ایسے ہی رسول اللہ صلعم
اور انبیاء باقی کو سمجھیے۔ پر ظاہر ہو کہ سمع و بصر اگر مدرک عالم ہیں تو بالعرض

ہیں ورنہ مدرک حقیقی اور عالم تحقیقی وہ عقل اور نفس ناطقہ ہی ہے اسی طرح سے عالم حقیقی رسول اللہ صلعم ہیں اور انبیاء باقی اور اولیاء اور علماء گذشتہ و مستقبل اگر عالم ہیں تو بالعرض ہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی اہل فہم جانتے ہیں کہ نبوت کمالات علمی میں سے ہے کمالات عملی میں ہیں۔ الغرض کمالات ذوی العقول کل دو کمالوں میں منحصر ہے ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور بنا مدح کل انہیں دو باتوں پر ہے۔ چنانچہ کلام اللہ میں چار فرقوں کی تعریف کرتے ہیں نبیین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین جنمیں سے انبیاء اور صدیقین کا کمال تو علمی ہے اور شہداء اور صالحین کا کمال عملی انبیاء کو تو منبع العلوم اور فاعل اور صدیقین کو مجمع العلوم اور قابل سمجھیئے اور شہداء کو منبع العمل اور فاعل اور صالحین کو مجمع العمل اور قابل خیال فرمائیے۔ دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ اور اگر قوت عملی اور ہمت میں انبیاء انتیوں سے زیادہ بھی ہوں تو یہ معنے ہوئے کہ مقام شہادت اور وصف شہادت بھی ان کو حاصل ہے مگر کوئی ملقب ہوتا ہے* مرزا جانِ جاناں صاحبؒ شاہ غلام علی صاحب شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور شاہ عبد العزیز صاحبؒ چاروں صاحبؒ جامع بین الفقر والعلم تھے پر مرزا صاحبؒ اور شاہ غلام علی صاحبؒ تو فقیری میں مشہور ہوئے اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور شاہ عبد العزیز صاحبؒ علم میں وجہ اس کی یہی ہوئی کہ ان کے علم پر تو ان کی فقیری غالب تھی اور ان کی فقیری پر ان کا علم اگرچہ ان کے علم سے ان کا علم یا ان کی فقیری کم نہ ہو سو انبیاء میں سے علم عمل سے غالب ہوتا ہے اگرچہ ان کا عمل اور ہمت اور قوت اوروں کے عمل اور ہمت اور قوت سے غالب ہو۔ بہر حال علم میں انبیاء اوروں سے ممتاز ہوتے ہیں اور مصداق نبوت وہ کمال علمی ہی ہے جیسا کہ مصداق صدیقیت بھی وہ کمال علمی ہے چنانچہ لفظ نَبَأ و صَدَقَ بھی ماخذ اوصاف مذکورہ ہے اس بات پر شاہد ہے نبا خود خبر کو کہتے ہیں۔ جو اقسام علوم یا معلوم میں سے ہے اور

* تو اپنے اوصاف غالبہ کے ساتھ ملقب ہوتا ہے۔

صدیقؔ اوصاف علم میں سے پر نبوت اور صدیقیت میں وہی فرق ہوا عاملیت اور قابلیت جو آفتاب و آئینہ میں وقت تقابل معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث مرفوع قولی جس کا یہ مطلب ہے کہ جو میرے سینہ میں خدا نے ڈالا تھا میں نے ابوبکر کے سینہ میں ڈالدیا۔ اس پر شاہد ہے مگر جیسے نبی کو نبی اس لیے کہتے ہیں کہ خبردار یا خبردار کرنے والا ہوتا ہے صدیق کو صدیق اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی عقل بجز قول صادق قبول نہیں کرتی۔ نہ قول صادق بے دلیل اس طرح قبول کر لیتا ہے جس طرح مٹھائی کو معدہ اور قول باطل سے اس طرح گھبراتا ہے اور اس طرح اس کو رد کرتا ہے جیسے مکھی کو معدہ رد کرتا ہے۔ یہی تھا کہ صدیق اکبر کو ایمان لانے کے لئے معجزہ کی ضرورت نہ ہوئی علیٰ ہذا القیاس شہید مصداق شہید بدلالت حدیث وہ شخص ہے جو اعلاء کلمۃ اللہ اور ترقی دین کے لئے جان دینے کو تیار ہو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کسی نے پوچھا کہ بعضے آدمی طمع مال میں لڑتے ہیں اور بعضے بوجہ عصبیت یعنی بوجہ قرابت وحمیت قومی اور بعضے بغرض ناموری ان میں سے شہید کون ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا۔ من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا عرض شہادت اس صورت میں عوارض ہمت اور قوت عملی میں سے ہوئی اور شہید اول درجہ کا آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہوا اور اسی وجہ سے شاید شہید کو شہید کہتے ہیں یعنے ہر روز قیامت وہ شاہد ہوگا۔ کہ فلانا شخص حکم خدا مان گیا تھا۔ اور فلانے نے نہیں مانا کیونکہ اس بات کی اطلاع جیسے آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر کو ہو سکتی ہے اتنی اوروں کو نہیں ہو سکتی اور اس کی گواہی اسباب میں ایسی سمجھے جیسے کسی مقدمہ میں سرکاری ملازمان کی گواہی چنانچہ اس امت کے حق میں یہ فرمانا۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر اور ادھر یہ ارشاد وکذالک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس غور کیجئے تو اسی جانب مشیر ہے غرض شہید سے فیض عمل ہوتا ہے یعنی بھلے عمل اوروں سے کراتا ہے۔ اور برے عملوں سے رد کتا ہے۔ سو جو شخص اس سے مستفیض ہو وہ صالح ہے اور ظاہر ہے

وہی علوم محمدی ہوتے تو بعد وعدہ محکم انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ
لحفظون کے جو بہ نسبت اس کتاب کے جس کو قرآن کہیے اور بشہادت آیہ و
نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیءٍ جامع العلوم ہے کیا ضرورت تھی اور اگر
علوم انبیاء متاخرین علوم محمدی کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا تبیان لکل شیءٍ ہونا
غلط ہو جاتا بالجملہ جیسے ایسے نبی جامع العلوم کے لیے ایسی ہی کتاب جامع چاہیئے
تھی تاکہ علو مراتب نبوت جولاجرم علو مراتب علمی ہے چنانچہ معروض ہو چکا۔ ورنہ
یہ علو مراتب نبوت بیشک ایک قول دروغ اور حکایت غلط ہوتی ایسے ہی ختم نبوت
بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے چنانچہ اضافت الی النبیین باین اعتبار کہ نبوت
منجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہے
زمانہ نبوت نہیں اور ظاہر ہے کہ درصورت ارادہ تاخر زمانی مضاف الیہ حقیقی زمانہ
ہوگا اور امر زمانی اعنی نبوت بالعرض ہاں اگر بطور اطلاق عموم مجاز اس خاتمیت کو
زمانی اور مرتبے سے عام لیجیے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا پر ایک مراد
ہو تو شایان شان محمدی صلعم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی اور مجھ سے پوچھیے تو میرے
خیال ناقص میں تو وہ بات ہے کہ سامع منصف انشاء اللہ انکار ہی نہ کر سکے سو وہ
یہ ہے کہ تقدم تاخر یا زمانی ہوگا یا مکانی یا مرتبی یہ تین نوعیں ہیں باقی مفہوم تقدم
و تاخر ان تینوں کے حق میں جنس اور ظاہر ہے کہ مثل چشم و چشمہ و ذات وغیرہ معانی
لفظ عین ان تینوں میں یوں بعید نہیں جو مثل لفظ عین لفظ تقدم و تاخر و اختتام کو
جو تاخیر کے آثار میں سے ہے بہ نسبت انواع مذکورہ مشترک کہیے جنس نہ کہیے
مگر ان میں سے اول و آخر زمانی و رتبی تو مشخص ہوتا ہے یعنی اول و آخر اور آخر و
اول نہیں ہو سکتا البتہ تقدم و تاخر مکانی کے لئے کسی مصحح کی ضرورت پڑتی ہے
جس سے اول و آخر معلوم ہو جائے جیسے صفوف مسجد کے لئے قبلہ اور دیوار قبلہ
ورنہ یہاں دوسری طرح سے لیجیے تو قضیہ منعکس ہو جائے گا جب یہ بات معلوم
ہو گئی تو اب سنیے مگر کہ ذات انبیاء علیہم السلام تو بذات خود اس قابل ہی نہیں کہ ان

کو صغریٰ بنایئے اور النبی اولیٰ بالمومنین کو کبریٰ دیکھیے یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں صورت اس کی یہ ہے کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ کو بعد لحاظ صلہ من انفسھم کے دیکھیے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنے اقرب ہے اور اگر بمعنے احب یا اولیٰ بالتصرف ہو تب بھی یہی بات لازم آئے گی۔ کیونکہ احبیت اور اولویت بالتصرف کے لئے اقربیت تو وجہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا دلیل سنیئے اول یہ بات سنیئے کہ ایسی اقربیت جو اپنی حقیقت سے بھی زیادہ ہو بجز موصوف بالذات کے کہ موصوف بالعرض یا وصف عارض کی نسبت اور کسی کو کسی کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ ربط افاضہ اگر بین الشیئین نہیں تب تو باعتبار اصل حقیقت استثنا اور تباین ہوگا اگرچہ دونوں ایک موصوف میں اتفاقاً مجتمع ہوں اتنا قرب کجا اور اگر ربط افاضہ بین الشیئین ہے یعنی ایک موصوف بالذات اور دوسرا موصوف بالعرض ہے تو لاجرم موصوف کے ساتھ بحیثیت وصف عارض اور خود وصف عارض محتاج موصوف بالذات ہوتے ہیں سو وصف عارض کو جو تشخص حاصل ہوتا ہے بعد تحقق حاصل ہوتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس اور ایک تشخص بھی بعد اور ایک اصل وجود ہوتا ہے۔ چنانچہ دور سے کسی کو دیکھیے تو ایک موجود مبہم ہوتا ہے جس کا انطباق ہزاروں احتمالوں پر متصور ہے پر جوں جوں قریب آتا جاتا ہے وہ ابہام مرتفع ہوتا جاتا ہے اور تمیز جو ادراک تشخصات پر موقوف ہے حاصل ہوتی جاتی ہے سو جب حالت بعد میں یہ حال ہے تو حالت قرب میں تو اس امر مبہم کو اور بھی وضاحت ہو جائیگی جس کی وجہ سے تقدم علے ادراک التشخصات ضرور تر ہے۔ علاوہ بریں معلوم ہونا خود ایک وصف وجودی ہے اور معلومات کا معلوم ہونا ضروری جس کے معنے قطع نظر تقلید سے کر کے انصاف سے دیکھیے تو معلوم ہوتے ہیں کہ افاضہ وجود ذہنی عالم کی طرف سے اس پر ہوتا ہے اور وہ نور علم جو ذات عالم کے ساتھ ایسی طرح قائم ہے جیسے آفتاب کا نور آفتاب کے ساتھ اس کو ایسی طرح محیط

ذاتی ہو ورنہ وہاں بھی عرضی ہو تو کوئی اور ہی مفیض حقیقی ہوگا، کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وصف عرضی خود بخود ہو جائے کوئی موصوف بالذات ضرور ہے سو وہی ہمارے نزدیک علت اصلی ہے۔ الغرض لفظ رسول اللہ جو مترادف نبی اللہ یا متضمن معنے نبی اللہ کو ہے جب صغریٰ بنائیے تو بوجہ اجتماع شرائط ضروریہ جو شکل اول میں ہونی چاہییں یہ نتیجہ نکلے گا کہ محمد اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم اور یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو اور مومنین میں بالعرض۔ آپ اس امر میں مومنین کے حق میں والد معنوی ہیں یعنی اوروں کا ایمان آپ کے ایمان سے پیدا ہوا ہے۔ آپ کا ایمان اوروں کے ایمان کی اصل ہے اور اوروں کا ایمان آپ کے ایمان کی نسل اس تقریر پر وجہ عطف مذکور اور استدراک مسطور خوب واضح ہو گئی اس لئے اس مضمون کو یہیں ختم کرتا ہوں اگرچہ خوبی مزید توضیح اس بات کو تو مقتضی تھی کہ مثل علم ایمان کا ایک وصف فطری ہوتا اور یہ بات کہ ایمان کمالات علمی میں سے ہے پر علم پر موقوف اور نبوت کمالات علمی میں سے ہے پر علم کو مستلزم اور نیز یہ امر کہ انبیاء کس بات میں آپ کے ساتھ علاقہ مولودیت رکھتے ہیں اور امت کس بات میں اور پھر کیوں لفظ مشیر تولد مومنین کو لفظ مشیر تولد انبیاء سے مقدم رکھا یہ باتیں بیان کرتا اور حسب فہم موجہ کرجاتا پر باندیشہ تطویل قدر ضرورت پر اکتفاء کر کے عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے جیسے انبیاء گذشتہ کا وصف نبوت میں حسب تقریر مسطور اس لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گذشتہ ہوں یا کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپکے زمانہ میں بھی اس زمین یا کسی اور زمین یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا۔ اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور آپ پر مختتم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہو گیا تو پھر

سلسلۂ علم و عمل کیا چلے۔ غرض اختتام اگر بایں معنے تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجیے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہیے۔ اسی طرح اطلاق لفظ مثلہن جو آیہ اللّٰہ الذی خلق سبع سمٰوٰت والارض مثلہن یتنزل الامر بینہن ط

میں واقع ہے اس بات کو مقتضی ہے کہ سوا تباین ذاتی ارض و سما جو لفظ سمٰوٰت اور لفظ ارض سے مفہوم ہے اور ان دونوں لفظوں کا ذکر کرنا اس باب میں بمنزلہ استثناء ہے اور نیز علاوہ اس تباین کے جو بوجہ اختلاف لوازم ذاتی یا اختلاف مناسبات ذاتی خواہ منجملہ لوازم وجود ہوں یا مفارق بین السماء والارض متصور ہے۔ اور بالالتزام مستثنیٰ ہے بجمیع الوجوہ بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہیے سو اس میں سے مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے میں مماثلت تو اسی حدیث مرفوع سے معلوم ہوتی ہے جس سے تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام احمد باب بدء الخلق میں اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی میں کتاب التفسیر میں سورۂ حدید کی تفسیر میں روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے۔

وعن ابی ھریرۃ قال بینما نبی اللّٰہ صلعم جالس واصحابہ اذا اتی علیھم سحاب وقال نبی اللّٰہ صلعم ھل تدرون ما ھذا قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال ھذہ العنان ھذہ روایا الارض یسوقھا اللّٰہ الی قوم لا یشکرونہ ولا یدعونہ ثم قال ھل تدرون ما فوقکم قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال فانھا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ھل تدرون ما بینکم وبینھا قال اللّٰہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینھا خمس مائۃ عام ثم قال ھل تدرون ما فوق ذالک قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینھما خمسمائۃ سنۃ ثم قال کذالک حتی عد سبع سمٰوٰت

کیونکہ شذوذ بمعنے مخالف ثقات صحت کے لئے معتبر ہے جو حدیث بایں معنے شاذ ہے وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ باینہمہ مخالفت و عدم مخالفت کا عقدہ بھی تقریر گذشتہ سے کھل گیا۔ اگر اثر حضرت عبد اللہ بن عباس مخالف تھا تو جملہ خاتم النبیین کے مخالف تھا یا ان احادیث کے معارض تھا جو مبین اور مفسر معنے خاتم النبیین ہیں سو بعد ملاحظہ تقریر گذشتہ اہل فہم کو تو انشاء اللہ تعالیٰ کچھ تردد نہ رہے گا کہ اثر مذکور مؤید و مثبت معنے خاتم النبیین ہے نہ مخالف بلکہ اثر مذکور کا غلط ہونا البتہ ثبوت خاتمیت میں بہت قادح ہے۔ اور کیوں نہ ہو در صورت انکار معلوم خاتمیت کے سات حصوں میں سے ایک ہی حصہ باقی رہجاتا ہے اس صورت میں مدعیان محبت نبوی سے ہم کو یہ توقع ہے کہ جیسا اس اثر کا انکار کرتے تھے اب اتنا ہی اقرار کریں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انکار میں تو تکذیب رسول اللہ صلعم کا کھٹکا بھی تھا اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کر لیں تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی نہ کسی آیۃ کا تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ رہا اثر معلوم اس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں سو جب انکار اثر مذکور میں باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہ جرأت ہے تو اقرار ما فی زائد ان سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں تمدح نبوی صلعم میں کچھ افزائش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اس کا ایک شخص حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اس کے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جاوے اور اس میں بھی ایسا ہی حاکم ہو یا سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اور اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی اور اگر در صورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام یہاں کے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانی سے انکار نہ ہو سکے گا جو وہاں کے محمد صلعم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے ہاں مگر خاتمیت معنے

اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپکی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپکی افضلیت ثابت ہوجائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر شاذ بمعنے مخالف روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہوگیا ہوگا کہ حسب مزعوم منکران اثر اس اثر میں کوئی علت قادحہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام بیہقی کا اس اثر کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علت قادحہ خفیہ قادح فی الصحۃ نہیں دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے۔ اور علت تھی تب یہی تھی۔ اگر اور کوئی آیت یا حدیث ایسی ہی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہ ہے مگر آج تک نہ کسی نے ایسی آیۃ و حدیث سنی نہ مدعیوں نے پیش کی علے ہذا القیاس مضمون علت قادحہ کو خیال فرمائے آج تک سوا مخالفت مضمون مذکور کسی نے کوئی وجہ قادح فی الاثر المذکور پیش نہیں کی اور فقط احتمال بے دلیل اس باب میں کافی نہیں ورنہ بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی اس حساب سے شاذ و معلل ہوجائیں گی۔ اور نیز یہ بھی واضح ہوگیا ہوگا کہ یہ تاویل کہ یہ اثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے۔ یا انبیاء اراضی ماتحت سے مبلغان احکام مراد ہیں ہرگز قابل التفات نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ باعث تاویلات مذکورہ فقط یہی مخالفت خاتمیت تھی۔ جب مخالفت ہی نہیں تو ایسی تاویلیں کیوں کیجے جن مدلول معنے مطابقی سے کچھ علاقہ ہی نہیں باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانئے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئے گی۔ یہ انہیں لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات فقط از راہ بے ادبی نہیں مانا کرتے۔ ایسے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے المرء یقیس علی

نفسہ اپنا یہ وطیرہ نہیں نقصان شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا ہ

گاہ باشد کہ کودک نادان بغلط بر ہدف زند تیرے

ہاں بعد وضوح حق اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اگلے لکھ گئے تھے میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانون محبت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے ویسے بھی اپنی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہے۔ پھر باایں ہمہ یہ اثر اگرچہ بظاہر موقوف ہے مگر بامعنے مرفوع ہے۔ اس لئے کہ صحابی کا بطور جزم اُن امور کا بیان کرنا جن میں عقل کو دخل نہ ہو اہل حدیث کے نزدیک مرفوع ہوتا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ صحابہ سب کے سب عدول اور پھر عدول بھی اول درجہ کے۔ تقویٰ میں ایسے پکے کہ اور کسی سے ان کی ریس نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ کب ہو سکتا ہے کہ عمداً جھوٹ بولیں اور وہ بھی دین کے مقدمے میں ہاں بطور احتمال جیسا کہ استنباط میں ہوا کرتا ہے ایسی باتوں میں جن میں عقل کو مداخلت ہے دخل دید یا ان سے ممکن ہے بلکہ واقع اور ان سے کیا تمام اکابر سے یہ بات منقول ہے۔ مگر اثر مذکور کا بطور جزم ہونا اور مضمون مذکور کا عقلیات میں سے نہ ہونا ظاہر و باہر ہے سو جب اثر مذکور مرفوع ہوا اور سند اسکی صحیح آیت مذکور اس کی مؤید محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف مائل حسن انتظام جو ہر نوع میں مشہور ہے اس پر شاہد عظمت قدرت اس پر دال تس پر بھی انکار کیا جائے تو بجز اس کے کیا کہا جائے کہ امثال روافض و خوارج و اہل اعتزال ایسی باتیں کیا کرتے۔ ان فرقوں نے بھی بوجہ قصور فہم آیات دالہ رویت و تقدیر و خلق و افعال میں تاویلیں کیں اور احادیث مصرحہ مضامین مذکورہ کو تسلیم نہ کیا بلکہ تکذیب سے پیش آئے سو جیسے آیات مذکورہ کی تاویلوں اور احادیث مذکورہ کی تکذیبوں کے باعث اہل حق نے ان کو دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھا ایسے ہی منکر اثر مذکور کو بھی سمجھنا چاہیئے۔ انتہا

قیدوں سے معرّیٰ ہیں اور مفہوم امکان میں یہ قیدیں ماخوذ ہیں۔ خدائی کا مفاد تو موجودیت بالعرض اور نبوت اور رسالت میں ظاہر ہے کہ یہ بات مقصود ہے۔ بلکہ مفہوم خدائی اور امکان چونکہ مفہوم اضافی نہیں تو یوں بھی نہیں کہہ سکتے کہ کہیں خدائی اور امکان مطلق ہو اور کہیں بالاضافۃ ہاں خاتمیت چونکہ مفہوم اضافی ہے تو یہ فرق اطلاق اور اضافت یہاں جاری ہو سکتا ہے باقی اس کا اضافی ہونا اور ان کا اضافی نہ ہونا سب ہی جانتے ہوں گے میں کس لئے قلم گھساؤں ہاں یہ بات قابل گذارش ہے کہ امکان میں چونکہ وصف بالعرض ماخوذ ہے اور اس کے حق میں منجملہ ذاتیات ہے تو یہاں بھی باوجودیکہ مفہوم بالعرض ماخوذ ہے بالذات ہی میں انحصار رہا کیونکہ امکان مجموعہ موجودیت بالعرض کا نام ہے سو کسی صاحب کو یہ شبہ نہ پڑے کہ یہاں امکان بالعرض ہونا چاہیئے تھا بالذات کیوں ہوں مفہوم موجودیت کو دیکھیں تو البتہ یہی حساب ہے اور ظاہر ہے کہ ممکنات موجود فی الخارج ہوں یا مرتبہ اعیان ثابتہ میں ان کو تحقق ہو دونوں جا موجود بالعرض ہیں بالذات نہیں کیوں کہ یہاں وجود خارجی کے اوصاف انتزاعیہ میں سے ہیں اور وہاں وجود باطنی کے اوصاف انتزاعیہ میں سے اور سب جانتے ہیں کہ اوصاف انتزاعیہ موجود لوجود المنشا ہوتے ہیں جس سے موجودیت بالعرض ٹپکتی ہے موجود بالذات نہیں ہوتی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ بعد اس تفصیل کے بطور خلاصہ تقریر وفذالکہ دلائل یہ عرض ہے کہ ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ان سب کے خاتم آپ کو ان کے ساتھ وہ نسبت ہے جو بادشاہ ہفت اقلیم کو بادشاہان اقالیم خاصہ کے ساتھ نسبت ہوتی ہے جیسے ہر اقلیم کی حکومت اس اقلیم کے بادشاہ پر اختتام پاتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس کو بادشاہ کہا۔ آخر بادشاہ وہی ہوتا ہے جو سب کا حاکم ہوتا ہے ایسے ہی ہر زمین کی حکومت نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہے پر بادشاہ ہفت اقلیم کا محکوم ہے ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع جیسے بادشاہ

ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے اتنی نہیں سمجھ جاتی جتنی کہ بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے ایسی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے اتنی نہیں سمجھی جاتی جتنی بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے ایسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت فقط اس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہیں سمجھی جاسکتی جتنی خاتمین اور امنی سافلہ کے خاتم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔ مگر تعجب آتا ہے آج کل کے مسلمانوں سے کہ کس تشدد سے اور خاتموں بلکہ خود زمینوں سے انکار کرتے ہیں۔ تسپر ماننے والوں پر کفر کے فتوے دیتے ہیں یا سنی نہ ہونے کا اتہام ہیں۔ یہ وہی مثل ہوئی کہ نکٹوں نے نک والوں کو ناکو کہا تھا۔ خلاصہ مکنون خاطر منکرین اس صورت میں یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کو اتنا عظیم الشان مت سمجھو کافر ہو جاؤگے رسول اللہ صلعم سے اتنی محبت نہ کرو دیکھو سنی نہ رہوگے سو اگر یہی کفر و اسلام اور یہی بدعت و سنت ہے تو اس اسلام سے کفر بہتر ہے اور سنت سے بدعت افضل امام شافعیؒ نے ان لوگوں کے مقابلہ میں جو محبت اہل بیت بوجہ غلو رفض سمجھتے تھے یوں فرمایا تھا شعر

ان کان رفضا حب آل محمد فلیشہد الثقلان انی رافضی

ہم ان صاحبوں کے مقابلہ میں جو رسوال اللہ صلعم کی اس قدر زیادہ قدر سے ان کے خیال سے سات گنی ہو جائے برا مانتے ہیں کہ قائلین از دیاد قدر کو کافر یا خارج از مذہب اہل سنت سمجھتے ہیں اس شعر کو بدل کر یوں پڑھتے ہیں ؎

ان کان کفرا حب قدر محمد فلیشہد الثقلان انی رافضی

یہ تو خلاصہ مطلب تھا اب خلاصہ دلائل بھی سن لیجئے کہ در بارہ وصف نبوت فقط اسی زمین کے انبیاء علیہم السلام ہمارے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے اس طرح مستفید و مستفیض نہیں جیسے آفتاب قمر و کواکب باقیہ بلکہ اور زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپ سے اس طرح مستفید و مستفیض ہیں۔ مگر یہ بات سات زمینوں

کے ہونے اور ہر زمین میں انبیاء کے ہونے پر اور پھر ان انبیاء کے وصف نبوت میں معروض اور آپ کے واسطے فی العروض ہونے پر موقوف ہے۔ جب تک یہ بات ثابت نہ ہو تب تک ثبوت مطلب متصور نہیں سو سات زمینوں کے ہونے پر ایک تو یہ آیۃ اللّٰہ الذی خلق سبع سمٰوٰت دوسرے حدیث مسطورہ ایک جس کو من اوّلہ الی آخرہ نقل کر چکا ہوں اور بعد ظہور توافق آیہ وحدیث اس باب میں اہل تفسیروں کا قول جنہوں نے سبع ارضین سے سبع اقالیم مراد لی ہیں یا ہفت طبقات زمین واحد تجویز کئے ہیں معتبر نہیں ہو سکتا۔ خاص کر اہل فہم کے نزدیک کیونکہ آیہ مذکورہ بھی بے مؤنت و معتبہ حدیث مسطور تعداد ارضی پر اور وہ بھی بقدر ہفت ایسی صاف دلالت کرتی ہے جیسے آسمانوں کے سات ہونے لفظ سبع سمٰوٰت جیسے سبع سمٰوٰت کے معنے میں کسی نے یہ نہیں کہا کہ سات ٹکڑے ہیں یا سات برج مثلاً یا سات طبقے ایک آسمان کے ہیں۔ ایسے ہی یہاں یہ خیال باطل نہ باندھنا چاہئیے۔ اور ہر زمین میں انبیاء ہونے کی دلیل بھی قطع نظر اس ثبوت کے جو اوپر مرقوم ہوا بدستور مضمون سابق ایک آیۃ ہے اور ایک حدیث آیۃ کو یہی اللّٰہ الذی خلق سبع سمٰوٰت ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن۔ اور حدیث وہ اثر حضرت عبد اللّٰہ بن عباسؓ جس کی طرف اوپر اشارہ گذرا دلالت اثر ظاہر ہے پر دلالت آیۃ میں البتہ اتنی تفصیل نہیں سو یہ اسی پر کیا موقوف ہے۔ اکثر آیات اسی طرح اپنے مطالب پر دلالت کرتے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ ماقلّ وکفی خیر مما کثر والھی یا ماقلّ ودلّ خیر مما کثر واملّ سو تمام آیات میں یہی ہے کہ الفاظ قلیل ومعانی کثیر لیکن فہم ہو تو جتنا پورا پورا بیان مطالب کلام اللّٰہ کے الفاظ میں ہوتا ہے وتنا اور الفاظ اور بیانات تو درکنار الفاظ حدیث میں بھی نہیں پر تھوڑے سے الفاظ میں مطالب کثیرہ جو مجتمع ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے الفاظ جدے نہیں ہوتے یعنی ہر ایک مطلب کے لئے جدا لفظ نہیں ہوتا اسلئے ہم سے جاہلوں کو بسا اوقات معلوم نہیں ہوتے بدلالت شرح صحیح جو احادیث نبوی صلعم ہیں البتہ بڑے

بڑے مطالب تھوڑے تھوڑے الفاظ سے نکل آتے ہیں غرض احادیث نبوی صلعم قرآن کی اول تفسیر ہے اور کیوں نہ ہو کلام اللہ کی شان میں خود فرماتے ہیں ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ جب کلام اللہ میں سب کچھ ہوا یعنے ہر چیز بالاجمال مذکور ہوئی تو اب احادیث میں بجز تفسیر قرآنی اور کیا ہوگا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قرآن دان بھی کوئی نہ ہوا اس صورت میں جو کچھ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے وہی صحیح ہوگا اگر آپ کی طرف کوئی قول منسوب ہو اور عقل کے مخالف نہ ہو تو گویا باعتبار سند اتنا قوی نہ ہو جیسے ہوا کرتی ہیں تب بھی اور مفسروں کے احتمالوں سے تو زیادہ سمجھنا چاہیئے اس لیئے کہ اقوال مفسرین کی سند بھی تو اس درجہ کی کہیں کہیں ملتی ہے پھر انکی فہم کا چنداں اعتبار نہیں ہو سکتا کہ ہے ان سے خطا ہوئی ہو تیسیر پھر جب باعتبار سند بھی برابر ہوئی اور ایک آپ کا قول ہو دوسرا کسی دوسرے کا تو بیشک آپ ہی کا قول مقدم سمجھا جائے گا۔ اور اگر سند بھی حسب قانون اصول حدیث اچھی ہو تو پھر تو تامل کا کام ہی نہیں سو دیکھیے لفظ تنزل کے اگر یہ معنے بیان کیے جائیں کہ نزدل دا دامر و نواہی اور نزدل وحی ہوتا ہے اور اثر مذکور اس کی شرح کہی جائے تو یا بنوجہ کہ بالمعنے مرفوع ہے اور باعتبار سند صحیح بیشک تسلیم ہی کرنا پڑے گا۔ بلکہ یہ قصہ ایسا ہو جائے گا جیسے کسی اندھے کی آنکھیں بنا کر اس سے پوچھیں آفتاب کہاں ہے اور وہ ٹھیک بتلائے اور آفتاب کو دیکھ کر اس کو چھینک آئی تو جیسے آفتاب کا اس جا پر ہونا اس کی بینا ہو جانے پر شاہد اور اس کا بینا ہو جانا آفتاب کے اس جگہ ہونے پر ایسی ہی آیہ تو اثر مذکور کی مصدق ہے اور اثر مذکور آیہ کی مصدق اس پر مجھ کو ایک نقل یاد آئی۔

نقل حضرت جنیدؒ کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی اماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنیدؒ نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس

قدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں سو آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحیت تو مجھ کو حدیث معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہو گئی سو ایسے ہی یہاں بھی سمجھئے کہ آیت مذکورہ بتفسیر مشار الیہ تو اثر مذکور کی مؤید اور اثر مذکور کے موافق بالجملہ قوی احتمال اس آیت میں نزول وحی ہوتا ہے پھر بینہن کی ضمیر یا تو فقط ارض مع مثلہن کی طرف راجع ہوگی اور بوجہ قرب اس طرف زیادہ دھیان جاتا ہے یا سموٰت اور ارض مع مثلہن سب کی طرف ہر حال مطلب یہی ہوگا سو نزول امر بین السموٰت تو حدیث ترمذی سے جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں معلوم ہو چکا اور یہاں اس آیہ اور اس اثر سے معلوم ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس نزول امر کو نبوت لازم ہے۔ نہایت مافی الباب ملائکہ کو حسب اصطلاح نبی نہ کہیں پر نبوت بمعنے نزول امر بہرحال ثابت ہے اور یہ بات پہلے ثابت ہو چکی کہ یہ زمین سب زمینوں سے اوپر ہے اور زمینیں اوپر تلے اس کے تلے واقع اور نزول اوپر سے کسی چیز کے جانے کو کہتے ہیں اس صورت میں نزول امر ادھر سے اُدھر کو ہوگا تاکہ مضمون بینہن متحقق ہو۔ کیونکہ اگر نزول احکام الٰہی اراضی باقیہ میں بواسطہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کرتا تو اس صورت میں مرجع ضمیر جمع مذکور ہیں اراضی بھی داخل ہوں تو یوں نہ فرماتے بلکہ یتنزل الامر فیہن یا علیہن فرماتے واللہ اعلم باقی اس کی تصحیح میں جو ہو تاویلیں جب کیجئے جو معنے متبادر کے لینے میں کچھ دقت ہو بلکہ انصاف سے دیکھئے تو معنے حقیقی یہی ہیں کہ ادھر سے اُدھر کو نزول سمجھا جائے۔ اور وحی مذکور بواسطہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نیچے کے انبیاء کو اس طرح پہنچے حکام کے احکام ملازمان بالا دست کے واسطے سے ملازمان ماتحت کو پہنچتے ہیں اور وہ مضمون علمت علم الاولین والآخرین بنسبت انبیاء ماتحت اسطرح سے درست ہو کہ اول آپ کو وحی آئی

کسی کی آواز سن کر اس کی یا مطلق انسان کے ہونے میں تامل نہیں رہتا۔ ایسے ہی امور مذکورہ سے ختم نبوت مطلقہ پر استدلال قابل تامل نہیں اور یہیں سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ تمام استدلالات انی محل تامل نہیں ہوتے ورنہ خدا کی خدائی جو عالم کو دیکھ کر معلوم ہوتی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو اعجاز وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے یا کسی کی ذکاوت کسی کی عبادت کسی کی سخاوت کسی کا بخل کسی کی شجاعت کسی کا جبن جو آثار معلومہ سے معلوم ہوتے ہیں سب محل تامل ہو جائیں بجز اس کے کیا کہا جائے گا کہ جیسے یہ امور تنہا تنہا خواص مدلولات نہیں یا مثل عوارض عامہ مجتمعہ مجمع ہو کر خاصہ بن جاتے ہیں جیسے خوارق اور اخلاق حمیدہ اور دعوت الی الدین سوا نبی کے کسی اور میں نہیں ہوتی ایسے ہی امور مسطورہ اوراق گذشتہ جو در بارہ اثبات خاتمیت بطور مذکور ذکر کئے گئے ہیں تنہا تنہا باہم ملکر مطلوب معلوم کے ساتھ خاص ہیں اب یہ گذارش ہے کہ ہر چند آیۃ اللہ الذی خلق سبع سمٰوٰت کی یہ تفسیر کسی اور نے نہ لکھی ہو پر جیسے مفسران متاخر نے مفسران متقدم کا خلاف کیا ہے میں نے بھی ایک نئی بات کہدی تو کیا ہوا معنے مطابقی آیہ اگر اس احتمال پر منطبق نہوں تو البتہ گنجائش تکفیر ہے اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ موافق حدیث من فسر القران برأیہ فقد کفر یہ شخص کافر ہو گیا پر اس صورت میں بھی گنہگار تنہا کافر نہ بنے گا یہ تکفیر بڑی بڑوں تک پہنچے گی۔ ہاں اگر انصاف ہو تو اس حدیث کے معنے میں عرض کرتا ہوں سنئے مفہوم کلی ہزار ہا افراد پر منطبق آتا ہے۔ ہر فرد میں اس کے لئے احتمال صحیح ہوا کرتا ہے سو اگر آیات قرانی میں کوئی امر کلی مذکور ہو تو در بارہ احتمالات فرد ہے خواہ ان میں باہم نسبت تواردو علے سبیل البدلیہ ہو یا نہ ہو وہ آیہ مجمل ہوگی سو ان احتمالات میں سے کسی ایک احتمال کو بے دلیل متعلق کر دینا یا بیں قرینہ راجح سمجھنا در پردہ دعوی نبوت ہے جس کی وجہ سے ہر شخص آج کافر گنا جاتا ہے ہاں اگر کوئی دلیل عقلی یا نقلی ہو یا کوئی قرینہ حسی یا نقلی ہو اور پھر بقدر قوت دلیل و قرینہ کوئی شخص کسی احتمال کو راجح کہے تو ہرگز کفر نہیں ورنہ ہمیشہ تمام نکتے و نکات

(صاعقۃ الرضا ص ۳۸۹)

الغرض ناظران اوراق کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ وہ بے وجہ فوارۂ کفر نہ بنیں کہ جو سامنے آیا ایک کفر کا چھینٹا جڑا مولویوں کا کام یہ نہیں کہ مسلمان کو کافر بنائیں ان کا کام یہ ہے کہ کافروں کو مسلمان کریں اعتبار نہ ہو تو پہلے علماء کے افسانے یاد کرو سو اس زمانہ کے علماء سے ہو سکے تو اس گنہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے دست گیری فرما کر ورطۂ ہلاکت سے نجات دیں اور ساحل سعادت تک پہنچائیں۔ وما علینا الا البلاغ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ٭ کتبہ العبد المذنب محمد قاسم الصدیقی النانوتوی

جواب دیگر از علمائے لکھنؤ

ھو المصوب مخفی نہ رہے کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہے حاکم نے اس کے حق میں صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا۔ اور اس حدیث کے ثبوت میں کوئی علت قادحہ معتدہ نہیں ہے اور زمین کے طبقات جداگانہ ہونا بہت احادیث سے ثابت ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سلسلہ نبوت اس طبقہ میں واسطے ہدایت سکان کے تیار ہوا اسی طرح سے ہر طبقہ میں سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت وہاں کے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ لاتناہی سلسلہ کی باطل ہے لاجرم ہے کہ ہر طبقہ میں ایک مبدا سلسلہ ہوگا وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا مگر وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ کیا۔ پس بنا بر علیہ آخر انبیاء طبقات تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا درست ہے۔ اب یہ تین احتمال ہیں ایک یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئے ہوں دوسرے یہ کہ مقدم ہوئے ہوں تیسرے یہ کہ ہمعصر ہوں احتمال اول بحدیث لا نبی بعدی وغیرہ باطل ہے۔ اور بر تقدیر احتمال ثانی آنحضرت خاتم انبیاء طبقات ہونگے اور بر تقدیر ثالث دو احتمال ہیں ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلعم کی مخصوص ساتھ ایک ہی طبقہ کے ہو اور آپکی خاتمیت بہ نسبت انبیاء اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ میں وہاں کے خاتم کی رسالت

ہو اور ہر ایک ان میں کے صاحب شرع جدید و خاتم انبیاء اپنے طبقات کا ہو دوسرے یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہوں اور کوئی ان میں کا صاحب شرع جدید نہ ہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام اور ختم آپ کا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے حقیقی ہو اور ختم ہر ایک خواتم باقیہ بہ نسبت اپنے اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بسبب عموم نصوص بعثت نبویہ کے جس سے صاف آنحضرت صلعم کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہے باطل ہے اور علماء اہلسنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت آپکی عام ہے اور جو نبی آپکے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا چنانچہ تقی الدین سبکی سے جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ الاعلام بحکم عیسےٰ میں نقل کرتے ہیں۔

قال السبکی فی تفسیر لہ ما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویوصی امتہ بذالک وفیہ من النبوۃ وتعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع ذالک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم ویکون نبوۃ ورسالۃ عامۃ لجمیع خلقہ من زمن ادم الی یوم القیمۃ ویکون الانبیاء وامہم من امتہ فالنبی صلعم نبی الانبیاء ولو اتفق بعثہ فی زمن ادم ونوح ابراہیم و موسی وعیسے وجب علیہم وعلی اممہم الایمان بہ ونصرتہ ولہذا یاتی عیسے فی اخر الزمان علی شریعتہ ولو بعث النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی زمانہ فی زمان موسی وابراہیم ونوح وادم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم الی *

اور بحر العلوم مولانا عبد العلی اپنے رسالہ فتح الرحمن میں لکھتے ہیں مقتضی ختم رسالت دو چیز است یکے آنکہ بعد وی رسول نباشد و دیگر آنکہ شرع وے عام باشد وہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وے بروے واجب و فرض است و سرش اینکہ ہمہ رسل واجزاء شرع مستمد از خاتم الرسالت اند چونکہ شرع وے عام باشد پس دیگرے صاحب شرع نباشد انتہی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث ابن عباسؓ صحیح ومعتبر ہے اور اس سے طبقات تحتانیہ میں وجود انبیاء ثابت ہے اور بسبب بطلان لاتناہی سلسلہ کے ہر ایک طبقہ میں ایک آخر انبیاء بہ نسبت اس طبقہ کے ہونا مرکوز ہے لیکن مطابق عقائد اہل سنت یہ امر ہے کہ دعوت ہمارے حضرت کی

* بعد اممہم والنبی علیہ السلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم انتہی ۱۲

عام تمام مخلوقات کو شامل ہے پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہیے کہ خواتم طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہیں ہوئے یا قبل ہوئے یا ہمعصر وہ بتبع شریعت محمدیہ ہونگے اور ختم انکا بنسبت اپنے طبقہ کے اضافی ہوگا اور ختم ہمارے حضرت کا عام ہوگا اور تفصیل ان سب امور کی میں نے کما حقہ اپنے دو رسالوں میں ایک مسمّٰی بالایات البینات علے وجود الانبیاء فی الطبقات دوسرے مسمے بہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس کی ہے ہرگاہ یہ امر مبرہن ہوچکا پس سمجھنا چاہیئے کہ زید کو جس نے عبارت جو سوال میں مرقوم ہے لکھے ہرگاہ مماثلت سے انکار ہے اور صحت حدیث تعدد ثبوت خواتم طبقات ثلاثہ کا قائل ہے مخالف اہلسنت کے نہیں ہے نہ کافر ہے نہ فاسق بلکہ متبع سنت مگر ہاں اگر نبوۃ محمدیہ کو ساتھ اسی طبقہ کی خاص کرتا ہو اور ہر ایک خاتم کو صاحب شرع جدید سمجھتا ہو تو البتہ قابل مواخذہ کے ہے کیونکہ یہ امر خلاف نصوص و خلاف کلمات علما معلوم ہوتا ہے اور اگر مجرد تعدد خواتم کا قائل ہو اور ختم ہمارے رسول کو حقیقی بہ نسبت جملہ انبیاء و طبقات کے سمجھتا ہو اور ختم ہر ایک خواتم باقیہ کو اضافی کہتا ہو تو اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی (ابو الحسنات محمد عبد الحی) ۔ واقعی زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق نہ ہوگا واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب (ابو الجیش محمد معدی) کتبہ ابو الحیاء محمد نعیم غفر اللہ العلی الرب الحکیم اصاب المجیب کتبہ ابو الجیش محمد معدی عفا اللہ عنہ الھادی اور عدم تکفیر و تفسیق و خروج پر علماء دیوبند و سہارنپور و گنگوہ و الہ آباد و آگرہ اور سورت نے اتفاق کیا۔ فالحمد للہ علی ذالک اور سب جوابوں کو حرف بحرف لکھنے کی ضرورت نہیں کہ سب کے مطالب ان دونوں جوابوں میں آگئے فقط

احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی علمی دیانت کا ایک نمونہ

اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی "تحذیر الناس" ہے اور اس نے اپنے اس رسالہ میں کہا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپکا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہے مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ (حسام الحرمین مطبوعہ ۱۹۷۵ء صفحہ ۲)

والقاسمية المنسوبة الى قاسم النانوتوي صاحب تحذير الناس وهو القائل فيه ولو فرض في زمنه صلى الله تعالى عليه وسلم بل لو حدث بعده صلى الله تعالى عليه وسلم نبي جديد لم يخل ذالك بخاتمية و انما يتخيل العوام انه صلى الله تعالى عليه وسلم خاتم النبيين بمعنى آخر النبيين مع انه لا فضل فيه اصلا عند اهل الفهم الى آخر. (حسام الحرمين طبع ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۹)

اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ عبارت "تحذیر الناس" میں مسلسل نہیں ہے بلکہ اس ایڈیشن کے مندرجہ ذیل مقامات میں متفرق جگہ درج ہے قارئین خود ملاحظہ فرمالیں۔

- بلکہ اگر بالفرض آپکے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ صفحہ ۱۸
- بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ صفحہ ۳۴
- عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

نوٹ

اور پھر طرہ یہ کہ ان جملوں کے معنی بھی فاضل بریلوی نے خود ساختہ پہنائے ہیں۔ ان جملوں کا صحیح مفہوم معلوم کرنے کیلئے مولانا ادریس کا تکملہ ضرور ملاحظہ فرمائیں جو صفحہ ۵۳ سے آخر کتاب تک درج ہے۔

احمد رضا خان صاحب بریلوی کی علمی دیانت کا ایک نمونہ

اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی "تحذیر الناس" ہے اور اس نے اپنے اس رسالہ میں کہا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپکا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہے مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ (حسام الحرمین مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص۲۰)

والقاسمیة المنسوبة الی قاسم النانوتوی صاحب تحذیر الناس وھو القائل فیه ولو فرض فی زمنه صلی اللہ تعالی علیه وسلم بل لو حدث بعدہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم نبی جدید لم یخل ذالك بخاتمیة وانما یتخیل العوام انه صلی اللہ تعالی علیه وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مع انه لا فضل فیه اصلا عند اھل الفہم الی آخر۔ (حسام الحرمین طبع ۱۹۷۵ء ص۱۹)

اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ عبارت "تحذیر الناس" میں مسلسل نہیں ہے بلکہ اس ایڈیشن کے مندرجہ ذیل صفحات میں متفرق جگہ درج ہے قارئین خود ملاحظہ فرمالیں۔

- بلکہ اگر بالفرض آپکے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ ص۳۳
- بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ص۳۴
- عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

نوٹ

اور پھر طرہ یہ کہ ان جملوں کے معنی بھی فاضل بریلوی نے خود ساختہ پہنائے ہیں۔ ان جملوں کا صحیح مفہوم معلوم کرنے کیلئے مولانا ادریس کا تکملہ ضرور ملاحظہ فرمائیں جو صفحہ ۵۳ سے آخر کتاب تک درج ہے۔

کتب قصص و اسلامی حکایات وغیرہ

قصص القرآن	کامل چار جلد مولانا حفظ الرحمٰن	قرآنی قصص انبیاء علیہم السلام کی سوانح حیات اور ان کی دعوت حق کی مستند تاریخ و تفسیر پر محققانہ کتاب چاروں جلد اعلیٰ	
قصص الانبیاءؑ	حضرت آدم سے لے کر آنحضرتؐ و خلفائے راشدین وائمہ اربعہ کے حالات		
قصص الانبیاءؑ	(انگریزی) مندرجہ بالا کتاب کا انگریزی ترجمہ		
حیاۃ الصحابہؓ	صحابہؓ کے حالات میں تبلیغی جماعت کی مشہور کتاب		
حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات	حضرت تھانویؒ کے مواعظ و حکایات سے جمع کردہ عام فہم مجموعہ، مولانا ابوالحسن علی		
لطائف علمیہ ترجمہ کتاب الاذکیا	ذہانت عقل و دانائی اور حاضر جوابی وغیرہ کی دلچسپ کتاب، امام ابن جوزیؒ		
ارواح ثلاثہ بدید	شاہ ولی اللہ کے خاندان اور علمائے دیوبند کی دلچسپ حکایات۔	مولانا اشرف علیؒ	
حکایات صحابہؓ	صحابہؓ کی سچی اور مستند دلچسپ حکایات۔	مولانا محمد زکریاؒ	
علمی کشکول	علمی اخلاقی، تاریخی دلچسپ مضامین۔ مجلد	مفتی محمد شفیعؒ	
فسانۂ آدمؑ	حضرت آدم و حوا علیہ السلام کا سچا دلچسپ قرآنی قصہ	حافظ محمد اسحاق دہلویؒ	
جلوہ طور	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سچا قرآنی دلچسپ قصہ	〃	〃 〃
داستان یوسفؑ	حضرت یوسفؑ اور زلیخا کا سچا قرآنی [illegible]	〃	〃 〃
تاج سلیمانیؑ	مشہور پیغمبر حضرت سلیمانؑ و ملکہ بلقیس [illegible]	〃	〃 〃
ملت ابراہیمؑ	مشہور پیغمبر حضرت ابراہیمؑ [illegible]	〃	〃 〃
معجزات مسیحؑ	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا [illegible]	〃	〃 〃
معراج رسولؐ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible]	〃	〃 〃
صبر ایوبؑ	حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا دلچسپ [illegible]	〃	〃 〃
طوفان نوحؑ	مشہور پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کا دلچسپ سچا قصہ	〃	〃 〃
قصہ یونسؑ	مشہور پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام کا دلچسپ سچا قصہ	〃	〃 〃
قصہ جرجیسؑ	حضرت جرجیس پیغمبر کا دلچسپ سچا قصہ	〃	〃 〃
قصہ اصحاب کہف	ان دینداروں کا قصہ جو کئی سو سال تک غار میں سوتے رہے	〃	〃 〃
موت کا منظر	شداد اور اس کی جنت اور عبرتناک انجام	〃	〃 〃
بستان اولیاء کامل	اولیاء اللہ اور مقبول بندوں کے دلچسپ حالات	〃	〃 〃
روز محشر	میدان حشر جنت دوزخ حساب کتاب کا قصہ	〃	〃 〃
شہادت حسنینؓ	حضرت حسین و حسن رضی اللہ عنہم کے حالات	〃	〃 〃
عشق الٰہی	اللہ تعالیٰ سے عشق کے اولیاء اللہ کے حالات	〃	〃 〃
نیکی بدی	نیکی و بدی کے متعلق دلچسپ کتاب	〃	〃 〃
آنحضرتؐ کے تین سو معجزات	آنحضرتؐ کے تین سو معجزات قرآن و حدیث سے۔	مولانا احمد سعید	
مسلمان فاتحین	تاریخ اسلام کے مشہور واقعات	احمد مصطفیٰ صدیقی راہی	

فہرست کتب مفت ڈاک کا ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۱ فون ۲۱۳۴۶۸